Class 9th Islamiat Solved Notes

https://teacheducator.com

Chapter - 1

Short Questions & Answers

سوال نمبر 1: مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

۱۔ صلح حدیبیہ کتنے عرصے تک قائم رہی؟

الف۔ 1 سال تک　　ب۔ 2 سال تک

ج۔ 3 سال تک　　د۔ 4 سال تک

۲۔ بنو بکر کس کے حلیف تھے؟

الف۔ مسلمانوں کے　　ب۔ قریش کے

ج۔ بنو خزاعہ کے　　د۔ بنو قریظہ کے

۳۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کتنے دن میں پہنچے؟

الف۔ آٹھ دن　　ب۔ نو دن

ج۔ گیارہ دن　　د۔ پندرہ دن

۴۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے ٹوٹنے کے بعد قریش نے معاملات سلجھانے کے لیے کس کو مدینہ منورہ بھیجا؟

الف۔ ابو سفیان کو　　ب۔ ابو جہل کو

ج۔ ابو لہب کو　　د۔ نوفل کو

۵۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کا گورنر کسے بنایا؟

الف۔ خطاب بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو　　ب۔ عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ج۔ اسد بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　د۔ سعد بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جوابات:

۱۔	۲۔	۳۔	۴۔	۵۔
ب	ب	د	الف	ب

studyplusplus.com

Short Question & Answers

سوال نمبر۱۔ قریش نے صلح نامہ حدیبیہ کی کس طرح خلاف ورزی کی؟

جواب: بنو بکر نے بنو خزاعہ پر شعبان ۸ ہجری میں قریش کے ساتھ مل کر اچانک حملہ کر دیا۔ بنو خزاعہ نے اپنی جان بچانے کے لیے حرم کعبہ میں پناہ لی۔ بنو بکر کے سردار "نوفل" نے اس حملے میں بنو خزاعہ کے تیئس (23) آدمی حرم میں قتل کر دیے۔ قریش نے اپنی اس حرکت سے حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

سوال نمبر۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کے لیے کون سی شرطیں پیش کیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کے لیے تین شرطیں پیش فرمائیں:

1۔ بنو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

2۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں۔

3۔ حدیبیہ کے معاہدے کے ٹوٹنے کا اعلان کر دیا جائے۔

سوال نمبر۳۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کیا تھی اور اس نے کہاں پڑاؤ کیا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر "مرالظہران" میں پڑاؤ ڈالا گیا۔

سوال نمبر۴۔ حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: قریش نے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام و بدیل بن ورقاء کو اپنا جاسوس بنا کر بھیجا۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ان تینوں سے ملاقات ہو گئی اور وہ انھیں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئے اور ان لوگوں کی جان بخشی کی درخواست کی۔ اس موقع پر حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال نمبر۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فتح مکہ پر بیت اللہ میں پہنچ کر کیا کیا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد حرام پہنچ کر کعبے کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کعبے کے اندر تشریف لے گئے اور بیت اللہ میں موجود بتوں کو چھڑی کی نوک سے مار مار کر گراتے جاتے اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت: 81 "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" کی تلاوت فرماتے جاتے تھے، یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

studyplusplus.com

Long Question & Answers

سوال نمبر ۱۔ فتح مکہ کے اسباب و وجوہات بیان کریں۔

جواب: **فتح مکہ کے اسباب و وجوہات**

صلح کا معاہدہ:

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقعے پر عرب قبائل میں سے بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بنے، بنو بکر نے قریش مکہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔

بنو خزاعہ پر حملہ:

لیکن اٹھارہ (۱۸) ماہ بعد بنو بکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور حرم کعبہ میں بھی بنو خزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔ بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی، نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قریش مکہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا کہ یا تو بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں یا معاہدے سے دست بردار ہو جائیں یا صلح ختم کر کے جنگ کا اعلان کریں۔ قریش مکہ نے جنگ کرنا قبول کیا۔

قریش مکہ سے جنگ:

آخر 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ کے نواح میں جا پہنچے۔ مرّالظہران کے مقام پر نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میمنہ (دایاں حصہ)، حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میسرہ (بایاں حصہ) اور حضرت ابو عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پرچم حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تھا۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔ مختصر جھڑپ کے بعد اسلامی لشکر، شہر مکہ میں داخل ہو گیا۔

سوال نمبر ۲۔ فتح مکہ کے نتائج و اثرات بیان کریں۔

جواب: **فتح مکہ کے نتائج:**

فتح مکہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبولِ اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہلِ اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی، دشمنانِ اسلام کی سازشیں

دم توڑ گئیں، آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قائدانہ صلاحیتیں رنگ لے آئیں، آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چند دن مکہ میں ہی قیام پذیر رہے اور حضرت عتاب بن اُسید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر فرمایا اور مکہ مکرمہ کے گردونواح میں جو بڑے بڑے بُت خانے تھے، اُن کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

فتح مکہ کے اثرات:

چونکہ مکہ مشرکین بلکہ اسلام مخالف تمام طاقتوں کا سب سے اہم مقام اور سب سے مضبوط قلعہ اور مورچہ تھا اور مخالفین اسلام کی اصل حمایت اور پشت پناہی یہیں سے ہوتی تھی اور اسی کی بنا پر ان کے حوصلے بلند رہتے تھے۔ اس بنا پر اس شہر کی پسپائی اور اس شہر پر مسلمانوں کا قبضہ تاریخ اسلام میں ایک اہم باب ہے جس کے بعد یہ بالکل مسلم ہو گیا کہ اب یہاں بت پرستی کا کوئی وجود باقی نہیں رہ سکتا۔ دوسری طرف عرب کے دوسرے قبیلے بھی فتح مکہ اور قریش جیسے بڑے قبیلے کے اسلام لانے کے منتظر تھے اور جس وقت مکہ فتح ہوا اور قریش مسلمان ہو گئے تو ہر طرف سے تمام قبائل کے نمائندے یکے بعد دیگرے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے صرف دو قبیلوں، ہوازن اور ثقیف کے علاوہ تمام عرب قبائل نے اسلام کے مقابلے میں اطاعت کا اظہار کیا۔

سوال نمبر ۳۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ مبارک سے ہم اپنی عملی زندگیوں میں کیا اور کیسے سبق حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: فتح مکہ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فیصلہ کن غلبے اور اقتدار کی علامت ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت و کردار کا عفو و درگزر کا پہلو سامنے آتا ہے۔ آج بھی فتح مکہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بہادری و شجاعت یہ نہیں کہ ہم کمزوری کی حالت میں دوسروں کو معاف کریں، بلکہ بہادری یہ ہے کہ تمام تر اختیار اور طاقت کے باوجود دشمن کو معاف کر کے اس پر احسان کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ اس واقعے سے بھی سبق ملتا ہے کہ صبر و استقامت اور اللہ کی ذات پر پختہ یقین کے نتیجے میں تمام تر مشکلات کے بعد آخر کار نیک مقصد کے حصول میں اللہ کا فضل حاصل ہوتا ہے اور آخر کار کامیابی اہل ایمان کو ملتی ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شاندار مثال ہے۔ ہمیں بھی عفو و درگزر پر عمل کرتے ہوئے اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا چاہیے۔

(یا)

<u>OR (Second Answer)</u>

فتح مکہ کا واقعہ ۸ ہجری میں پیش آیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو بغیر کسی خونریزی کے فتح کیا۔ اس فتح کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق و کردار کے بہت سے پہلو اجاگر ہوئے جن سے ہم اپنی عملی زندگیوں میں متعدد سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

i- **معافی اور رحم دلی:**

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا، جنہوں نے پہلے آپ کے خلاف بہت سے مظالم کیے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ معافی اور رحم دلی کے ذریعے ہم اپنے دلوں کو صاف رکھ سکتے ہیں اور معاشرے میں امن و آشتی کو فروغ دے سکتے ہیں۔

ii- **عاجزی:**

آپ ﷺ کا مکہ میں داخل ہوتے وقت سر جھکائے رکھنا اور اپنے رب کا شکر ادا کرنا عاجزی کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ کی یہ عاجزی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ کامیابیوں اور فتوحات کے باوجود تواضع اختیار کرنا چاہیے۔

iii- **عدل و انصاف:**

فتح کے بعد آپ ﷺ نے مکہ کے باشندوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اختیار ملنے پر انسان کو چاہیے کہ وہ زیادتی اور ظلم سے باز رہے اور ہر ایک کے ساتھ عدل سے پیش آئے۔

iv- **صلح جوئی اور امن کی دعوت:**

فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے اپنے سابقہ دشمنوں کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور انہیں امن کا پیغام دیا۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ مخالفین کے ساتھ بھی حسن سلوک اختیار کرنا اور انہیں امن کی طرف بلانا اہم ہے۔

ثابت قدمی اور صبر:

فتح سے قبل کی جدوجہد اور مکہ کے مشرکین کے ساتھ طویل تنازعہ آپ ﷺ کی ثابت قدمی اور صبر کی داستان ہے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے صبر و استقلال ضروری ہے۔

عملی سبق:

آج بھی فتح مکہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بہادری و شجاعت یہ نہیں کہ ہم کمزوری کی حالت میں دوسروں کو معاف کریں، بلکہ بہادری یہ ہے کہ تمام تر اختیار اور طاقت کے باوجود دشمن کو معاف کر کے اس پر احسان کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ اس واقعے سے بھی سبق ملتا ہے کہ صبر و استقامت اور اللہ کی ذات پر پختہ یقین کے نتیجے میں تمام تر مشکلات کے بعد آخر کار نیک مقصد کے حصول میں اللہ کا فضل حاصل ہوتا ہے اور آخر کار کامیابی اہل ایمان کو ملتی ہے۔

https://teacheducator.com